'صفر مظفر' کے اہم واقعات! [1 نبوی تا 11 هجری]

'صفر' اسلامی تقویم کے دوسرے مہینے کا نام ہے، جسے قبل از اسلام منحوس سمجھا جاتا تھا۔اس بنا پر مسلمان اسے صفر الخیر یا صفر المظفر کہتے ہیں۔قدیم عربی تقویم میں صفر دو مہینوں کے عرصے کا ہوتا تھا، جس میں محرم شامل تھا۔حقیقت یہ ہے کہ از روئے روایت شروع کے عرب محرم کو صفر کہتے تھے اور حج کے مہینے میں عمرے کو قابل اعتراض سمجھتے تھے۔اور وہ اپنے اس خیال کو کہاوت کے طور پر ادا کرتے تھے: « إذَا بَرأَ الدَّبَر ، وَعَفَا الأثَر ، وَانْسَلَخَ صَفَر ، حَلَّتِ الْعُمْرَةُ لِمَنِ اعْتَمَرَ » یعنی جب اونٹوں کی زخمی پشتیں اچھی ہوجائیں اور (حاجیوں کے) قدموں کے نشان مٹ جائیں اور صفر گزر چکے تو عمرہ حلال ہوجاتا ہے اس کیلئے جو عمرہ کرنا چاہتا ہے۔

[صحيح البخاري: ۱۵۶۴، اردو دائرہ معارف اسلامیہ: ۱۲/۱۲۶]

[غزوات وسرایا]

◉ غزوہ ابوا یا ودان [صفر 2 ہجری]

آغازِ صفر میں رسول اللہ ﷺ ۷۰ مہاجرین کے ہمراہ بہ نفسِ نفیس تشریف لے گئے اور مدینے میں حضرت سعد رضی اللہ عنہ بن عبادہ کو اپنا قائم مقام مقرر فرما دیا تھا۔اس مہم کا مقصد قریش کے ایک قافلے کی راہ روکنا تھا۔آپ ﷺ ودان تک پہنچے، لیکن کوئی معاملہ پیش نہ آیا۔اسی غزوہ میں آپ ﷺ نے بنوضمرہ کے سردارِ وقت، عمرو بن مخشی الضمری سے حلیفانہ معاہدہ کیا جس کی عبارت یہ تھی۔

''یہ بنوضمرہ کے لئے محمد ﷺ کی تحریر ہے۔یہ لوگ اپنے جان اور مال کے بارے میں مامون رہیں گے اور جو ان پر یورش کرے گا اس کے خلاف ان کی مدد کی جائے گی، اِلّا یہ کہ یہ خود اللہ کے دین کے خلاف جنگ کریں۔(یہ معاہدہ اس وقت تک کے لئے ہے) جب تک سمندر ان کو تر کرے (یعنی ہمیشہ کے لئے ہے) اور جب نبی ﷺ اپنی مدد کے لئے انہیں آواز دیں گے تو انہیں آنا ہوگا۔'' [المواهب اللدنيه مع شرح الزرقاني: ۱/۷۵]

یہ پہلی فوجی مہم تھی جس میں رسول اللہ ﷺ بذاتِ خود تشریف لے گئے تھے اور پندرہ دن بعد واپس آئے، اس مہم کے پرچم کا رنگ سفید تھا اور حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ علمبردار تھے۔[طبقات ابن سعد: ۲/۸]

☆ فاضل كلية الشريعة، جامعہ لاہور الاسلامیہ، لیکچرار ماڈرن کالج آف کامرس

◉ سریہ منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ [صفر 4 ہجری]

صفر ۴ ہجری میں بئر معونہ کا المیہ پیش آیا یہ سریہ المنذر بن عمرو الساعدی رضی اللہ عنہ کی زیر کمان تھا۔ ابو براء عامر بن مالک مُلاَعِب الأسنّہ (نیزوں سے کھیلنے والا) کے لقب سے مشہور تھا، مدینہ میں نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی اس نے اسلام تو قبول نہیں کیا، لیکن دوری بھی اختیار نہیں کی اس نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! اگر آپ ﷺ اپنے اصحاب کو دعوتِ دین کے لیے اہلِ نجد کے پاس بھیج دیں تو مجھے امید ہے کہ وہ لوگ آپ کی دعوت قبول کرلیں گے۔ آپ ﷺ فرمایا: مجھے اپنے اصحاب کے متعلق اہلِ نجد سے خطرہ ہے۔ اس نے کہا: وہ میری پناہ میں ہوں گے۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے ۱۷ آدمیوں کو ہمراہ بھیج دیا اور منذر بن عمرو رضی اللہ عنہ کو جو بنو ساعدہ سے تعلق رکھتے ان کا امیر بنا دیا۔ یہ لوگ فضلاء قراء اور سادات واخیار صحابہ تھے۔ دن میں لکڑیاں کاٹ کر اس کے عوض اہلِ صفہ کے لئے غلہ خریدتے اور قرآن پڑھتے پڑھاتے تھے اور رات میں خدا کے حضور مناجات اور نماز کے لئے کھڑے ہوجاتے تھے۔ یہ لوگ چلتے چلاتے بئر معونہ کے کنویں پر جا پہنچے۔ وہاں پڑاؤ ڈالنے کے بعد ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اُم سلیم کے بھائی حرام بن ملحان کو رسول اللہ ﷺ کا خط دے کر دشمن خدا عامر بن طفیل کے پاس روانہ کردیا، لیکن اس نے خط کو دیکھا تک نہیں اور ایک آدمی کو اشارہ کردیا جس نے حضرت حرام رضی اللہ عنہ کو زور سے نیزہ مارا کہ وہ آر پار ہوگیا۔ خون دیکھ کر حضرت حرام رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اللہ اکبر! رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہوگیا۔

اس کے فوراً بعد دشمنِ خدا عامر نے باقی صحابہؓ پر حملہ کرنے کیلئے اپنے قبیلہ بنی عامر کو آواز دی۔ مگر انہوں نے ابو براء کی پناہ کے پیش نظر اس کی آواز پر کان نہ دھرے۔ مایوس ہوکر بنوسلیم کو آواز دی۔ بنوسلیم کے تین قبیلوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کا محاصرہ کرلیا۔ جواباً صحابہ رضی اللہ عنہم نے بھی لڑائی کی مگر سب کے سب شہید ہوگئے۔ صرف حضرت کعب بن زید بن نجار رضی اللہ عنہ زندہ بچے انہیں شہدا کے درمیان سے زخمی حالت میں لایا گیا۔ یہ جنگ خندق تک حیات رہے۔ ان کے علاوہ مزید دو صحابہ حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ اور حضرت منذر بن عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ اونٹ چرا رہے تھے۔ انہوں نے جائے واردات پر چڑیوں کو منڈلاتے دیکھا تو سیدھے وہاں پہنچے پھر حضرت منذر مشرکین سے لڑتے ہوئے شہید ہوگئے۔ حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ کو قید کرلیا گیا یہ قبیلہ مضر سے تھے۔ عامر نے انہیں اپنی طرف سے جس پر ایک گردن آزاد کرنے کی نذر تھی آزاد کردیا۔ [الرحیق المختوم ٤٧٥، طبقات ابن سعد: ۵۱/۲]

◉ سریہ مرثد بن ابی مرثد رضی اللہ عنہ (حادثہ رجیع) [صفر 4 ہجری]

۴ ہجری ماہ صفر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس عضل اور قارہ کے چند لوگ حاضر ہوئے اور کہا کہ ان کے اندر اسلام کا کچھ چرچا ہے لہٰذا آپ ﷺ ان کے ہمراہ کچھ لوگوں کو دین سکھانے اور قرآن پڑھانے کے لئے روانہ فرما دیں۔ آپ ﷺ نے چھ افراد اور بخاری کی روایت کے مطابق ۱۰ افراد کو روانہ فرمایا۔ ابن اسحاق کے بقول مرثد بن ابی مرثد رضی اللہ عنہ کو صحیح بخاری کی روایت کے مطابق عاصم بن ثابت کو ان کا امیر مقرر فرمایا۔ جب یہ لوگ رابغ اور جدہ کے درمیان قبیلہ ھذیل کے رجیع نامی ایک چشمے پر پہنچے تو ان پر عضل اور قارہ کے لوگوں نے قبیلہ ہذیل کی ایک شاخ بنو لحیان کو چڑھایا اور بنولحیان کے کوئی ۱۱۳ تیرانداز ان کے پیچھے لگ گئے اور قدموں کے نشانات دیکھ کر انہیں جالیا اور

انہیں کہا! تمہارے لئے عہد و پیمان ہے کہ اگر ہمارے پاس اتر آؤ تو ہم تمہارے کسی آدمی کو قتل نہیں کریں گے۔ حضرت عاصم رضی اللہ عنہ نے اترنے سے انکار کر دیا اور ان سے جنگ شروع کر دی۔ بالآخر تیروں کی بوچھاڑ سے سات آدمی شہید ہو گئے اور صرف تین آدمی بچے۔ اب بنولحیان نے پھر عہد دہرایا اور یہ تینوں صحابیؓ ان کے پاس اتر آئے، لیکن انہوں نے قابو پاتے ہی بدعہدی کی اور انہیں اپنی کمانوں کی تانت سے باندھ لیا۔ اس پر تیسرے صحابیؓ نے کہا کہ یہ پہلی بدعہدی ہے اور ان کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے ان کو بھی قتل کر دیا اور حضرت خبیب رضی اللہ عنہ اور حضرت زید رضی اللہ عنہ کو مکہ میں بیچ دیا۔

حضرت خبیب رضی اللہ عنہ کچھ عرصہ مکہ میں قید رہے، پھر مکہ والے ارادہ قتل سے انہیں حرم سے باہر تنعیم میں لے گئے جب سولی چڑھانا چاہا تو انہوں نے فرمایا: مجھے چھوڑ دو ذرا دو رکعت نماز پڑھ لوں مشرکین نے چھوڑ دیا اور آپؓ نے دو رکعت نماز پڑھی۔ جب سلام پھیر چکے تو فرمایا: بخدا اگر تم لوگ یہ نہ کہتے کہ میں جو کچھ گھبراہٹ کی وجہ سے کر رہا ہوں تو میں نماز کو کچھ اور طول دیتا اس کے بعد فرمایا: اے اللہ! انہیں ایک ایک کر کے گن لے پھر انہیں بکھیر کر مارنا اور ان میں سے کسی ایک کو بھی نہ چھوڑنا اور پھر یہ اشعار کہے۔

لقد أجمع الأحزاب حولي وألبوا　　قبائلهم واستجمعوا كل مجمع
وقد قربوا أبناءهم ونساءهم　　وقربت من جزع طويل ممنع
إلى الله أشكو غربتي بعد كربتي　　وما جمع الأحزاب لي عند مضجعي
فذا العرش صبرني على ما يراد بي　　فقد بضعوا لحمي وقد بؤس مطمعي
وقد خيروني الكفر والموت دونه　　فقد ذرفت عيناي من غير مدمع
ولست أبالي حين أقتل مسلما　　على أي شق كان لله مضجعي
وذلك في ذات الإله وإن يشأ　　يبارك على أوصال شلو ممزع

''لوگ میرے گرد گروہ در گروہ جمع ہو گئے ہیں، اپنے قبائل کو چڑھا لائے ہیں اور سارا مجمع جمع کر لیا ہے اپنے بیٹوں اور عورتوں کو بھی قریب لے آئے ہیں اور مجھے ایک لمبے مضبوط تنے کے ساتھ کر دیا گیا ہے میں اپنے بے وطنی و بیکسی کا شکوہ اور اپنی قتل گاہ کے پاس گروہوں کی جمع کردہ آفات کی فریاد اللہ ہی سے کر رہا ہوں۔ اے عرش والے! میرے خلاف دشمنوں کے جو ارادے ہیں اس پر مجھے صبر دے۔ انہوں نے مجھے بوٹی بوٹی کر دیا ہے اور میری خوراک بری ہو گئی ہے۔ انہوں نے مجھے کفر کا اختیار دیا ہے حالانکہ موت اس سے کمتر اور آسان ہے، میری آنکھیں آنسو کے بغیر اُمنڈ آئیں۔ میں مسلمان مارا جاؤں تو مجھے پرواہ نہیں کہ اللہ کی راہ میں کس پہلو پر قتل ہوں گا۔ یہ تو اللہ کی ذات کیلئے ہے اور وہ چاہے تو بوٹی بوٹی کئے ہوئے عضو کے جوڑ جوڑ میں برکت دے۔''

مشرکین نے انہیں سولی پر لٹکا دیا اور لاش کی نگرانی پر آدمی مقرر کر دیئے مگر حضرت عمرو بن امیہ ضمری رضی اللہ عنہ رات میں جھانسہ دے کر لاش اٹھا لے گئے اور اسے دفن کر دیا۔ حضرت خبیب رضی اللہ عنہ پہلے بزرگ ہیں جنہوں نے قتل کے موقع پر دو رکعت نماز پڑھنے کا طریقہ شروع کیا۔

حضرت زید بن دشنہ رضی اللہ عنہ کو معنوان بن امیہ نے خرید کر اپنے باپ کے بدلے قتل کر دیا۔

[الرحیق المختوم :۴۷۵،طبقات ابن سعد:۵۵۲،سیرۃ ابن ہشام:۱۶۹/۲،زاد المعاد:۱۰۹/۲]

◉ سریہ ابان بن سعید رضی اللہ عنہ [صفر 7 ہجری]

نبی کریم ﷺ سارے سپہ سالاروں سے زیادہ اچھی طرح یہ بات جانتے تھے کہ حرام مہینوں کے خاتمے کے بعد مدینہ کو مکمل طور پر خالی چھوڑ دینا تدبر اور دور اندیشی کے بالکل خلاف ہے، کیونکہ مدینہ کے گرد وپیش ایسے بدو مقیم تھے جو لوٹ مار کے لئے مسلمانوں کی غفلت کے منتظر رہتے تھے۔ جن ایام میں آپ ﷺ خیبر تشریف لے گئے تھے ان ہی ایام میں آپ ﷺ نے بدؤں کو خوف زدہ کرنے کے لئے حضرت ابان بن سعید رضی اللہ عنہ کی کمان میں نجد کی جانب ایک سریہ بھیج دیا تھا۔ اغلب یہی ہے کہ یہ سریہ صفر ۷ ہجری میں بھیجا گیا تھا۔ [الرحیق المختوم:۶۱۲]

◉ سریہ غالب بن عبداللہ اللیثی رضی اللہ عنہ بنی الملوح کی جانب بمقام کدید [صفر 8 ہجری]

یہ سریہ صفر ۸ ہجری میں حضرت غالب بن عبداللہ اللیثی رضی اللہ عنہ کی کمان میں کدید کی جانب قبیلہ بن ملوح کی تادیب کے لئے روانہ کیا گیا۔ غروبِ آفتاب کے وقت کدید پہنچے اور وادی کے کنارے پوشیدہ رہے اور مخبری کے لئے ایک ساتھی کو روانہ کیا وہ ایک ایسے بلند ٹیلے پر آیا جو ایک قبیلے کے سامنے تھا اور وہ مخبران کو نظر آ رہا تھا وہ اس ٹیلے کی چوٹی پر چڑھ گیا اور کروٹ کے بل لیٹ گیا۔

یکا یک ایک شخص اپنے خیمے سے نکلا، اس نے اپنی عورت سے کہا کہ میں اس پہاڑ پر ایسی سیاہی دیکھتا ہوں جو میں نے اس دن سے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔

قبیلے کے مویشی اونٹ اور بکریاں آ گئیں جب انہوں نے دودھ دوھ لیا اور مطمئن ہو کر سو گئے تو انہوں نے ایک دم ان پر حملہ کر دیا اور مویشی ہنکا لئے۔ دشمن نے ایک بڑے لشکر کے ساتھ تعاقب کیا، لیکن جب مسلمانوں کے قریب پہنچے تو بارش ہونے لگی اور ایک زبردست سیلاب آ گیا جو فریقین کے درمیان حائل ہو گیا۔ اس طرح مسلمانوں نے بقیہ راستہ سلامتی کے ساتھ طے کر لیا۔ [طبقات ابن سعد :۱۲۴/۲]

◉ سریہ غالب بن عبداللہ اللیثی رضی اللہ عنہ [صفر 8 ہجری]

صفر ۸ ہجری میں غالب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو ۲۰۰ آدمیوں کے ہمراہ فدک کے اطراف میں روانہ کیا گیا وجہ حضرت بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ کے رفقاء کی شہادت تھی۔

حارث بن الفضیل بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ کو تیار کیا اور فرمایا: کہ جاؤ یہاں تک کہ تم بشیر بن سعد رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں پر مصیبت لانے والوں کے پاس پہنچو، اگر اللہ تمہیں ان پر کامیاب کر دے تو ان کے ساتھ مہربانی نہ کرنا اور ان کے ساتھ ۲۰۰ آدمی روانہ کر دیئے۔

اتنے میں غالب بن عبداللہ کدید رضی اللہ عنہ سے فتح یاب ہو کر واپس آئے تو نبی کریم ﷺ نے حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کو فرمایا: کہ تم بیٹھو اور حضرت غالب بن عبداللہ رضی اللہ عنہ کو روانہ فرمایا۔ ان لوگوں کو مشرکین کے اونٹ ملے اور ان کے متعدد

افراد قتل ہوئے۔ [طبقات:۱۲۶/۲، الرحیق:۶۲۴]

◉ سریہ قطبہ بن عامر رضی اللہ عنہ [صفر 9 ہجری]

یہ سریہ صفر ۹ ہجری میں تربہ کے قریب تبالہ کے علاقے میں قبیلہ خثعم کی ایک شاخ کی جانب روانہ کیا گیا۔ قطبہ ۲۰ آدمیوں کے ساتھ روانہ ہوئے ان کے پاس دس اونٹ تھے جن کو باری باری استعمال کرتے تھے۔

لہٰذا دشمن سے سخت لڑائی ہوئی اور فریقین کے خاصے لوگ زخمی ہوئے۔ قطبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کچھ دوسرے افراد سمیت شہید ہو گئے تاہم مسلمان بھیڑ بکریاں اور بال بچوں کو مدینہ ہانک لائے۔ [طبقات ابن سعد:۱۶۲/۲]

◉ سریہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ [صفر 11 ہجری]

رسول اللہ ﷺ نے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو فرمایا: ''لشکر لے کر اس جگہ جاؤ جہاں تمہارا باپ شہید ہوا تھا اور ان کو گھوڑوں کے نیچے روند ڈالو''

چہار شنبہ کو رسول اللہ ﷺ کی بیماری شروع ہوگئی۔ پنج شنبہ کو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے اسامہ رضی اللہ عنہ کیلئے جھنڈا باندھا پھر فرمایا: ''اللہ کے نام کے ساتھ اللہ کی راہ میں جہاد کرو اس سے جنگ کرو جو اللہ کے ساتھ کفر کرے۔''

وہ اپنے جھنڈے کو لے کر نکلے جسے بریدہ بن الحصیب الاسلمی رضی اللہ عنہ کو دے دیا۔ مہاجرین و انصار میں کوئی ایسا نہ تھا جو اس غزوے میں نہ بلایا گیا ہو۔ حضرت ابوبکر، عمر بن خطاب، ابوعبیدہ ابن الجراح، سعد بن ابی وقاص، سعید بن زید رضی اللہ عنہم جیسے کبار صحابہ بھی موجود تھے۔

قوم نے اعتراض کیا کہ اس لڑکے کو مہاجرین اولین پر عامل بنایا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نہایت غصہ ہوئے، آپ ﷺ منبر پر چڑھے اور اللہ کی حمد وثنا کی اور فرمایا:

اما بعد! اے لوگو تم میں سے بعض کی گفتگو اسامہ رضی اللہ عنہ کو امیر بنانے کے بارے میں مجھے پہنچی اگر تم نے اسامہ رضی اللہ عنہ کے امیر بنانے پر اعتراض کیا، تم اس سے پہلے اُن کے باپ کے امیر بنانے پر اعتراض کر چکے ہو، خدا کی قسم وہ امارت ہی کیلئے پیدا ہوا وہ میرے لئے محبوب ترین لوگوں میں سے ہیں۔''

آپ ﷺ منبر سے اتر کر اپنے مکان میں داخل ہوگئے، یہ ۱۰ ربیع الاوّل شنبہ کا واقعہ ہے، وہ مسلمان جو اسامہؓ کے ہمراہ تھے رسول اللہ ﷺ سے رخصت ہو کر لشکر کی طرف جو الجُرف میں تھا جا رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے مرض میں شدت ہوگئی تو آپؐ نے فرمایا، اسامہ کے لشکر کو روانہ کرو۔ ہفتہ کے دن رسول اللہ ﷺ کا درد شدید ہو گیا۔ اسامہؓ اپنے لشکر گاہ سے آئے تو رسول اللہ ﷺ بیہوش تھے، اسامہؓ نے سر جھکا کر آپؐ کو بوسہ دیا، رسول اللہؐ کلام نہیں فرما سکتے تھے۔ آپ ﷺ اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاتے تھے اور انہیں اسامہ رضی اللہ عنہ پر رکھ دیتے تھے۔

اسامہ رضی اللہ عنہ اپنے لشکر گاہ کو واپس آ گئے دوشنبہ کو رسول اللہ ﷺ کو افاقہ ہوا تو ان سے فرمایا کہ صبح کو اللہ کی برکت سے روانہ ہو جاؤ۔ اسامہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ سے رخصت ہو کر لشکر گاہ کی طرف روانہ ہو گئے اور لوگوں کو کوچ کا حکم دیا، جس وقت وہ سوار ہونے کا ارادہ ہی کر رہے تھے کہ ان کی والدہ اُم ایمن کا قاصد آیا اور بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کی

علالت بڑھ گئی، وہ آئے اور ان کے ہمراہ ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ بھی آئے وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس حالت میں پہنچے کہ آپ ﷺ انتقال فرمارہے تھے۔

جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بیعت کرلی گئی تو انہوں نے اسامہ رضی اللہ عنہ کے لشکر کو روانہ ہونے کا حکم دیا۔ ربیع الاوّل کو اسامہ رضی اللہ عنہ روانہ ہوئے ۲۰ دنوں میں اہلِ اُبنی تک پہنچے اور ان پر ایک دم حملہ کردیا اور فاتح ہوکر مدینہ واپس آ گئے۔

[طبقات ابن سعد:۱۸۹/۲۔۱۹۲]

[متفرقات]

◉ نبی ﷺ کی ہجرت [27 صفر 14 نبوت]

جب مسلمان مکہ میں گنتی کے رہ گئے اور مشہور صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے صرف حضرت ابوبکر اور علی رضی اللہ عنہم باقی رہے تو قریش مکہ نے کہا کہ اب محمد ﷺ کے قتل کرنے کا اچھا موقع ہے۔ تدبیر قتل پر غور کرنے کے لئے دارالندوۃ میں خفیہ اجلاس ہوا اور اس اجلاس میں نجد کا ایک تجربہ کار بوڑھا شیطان بھی آ کر شامل ہوا تھا اور قریش کے مشہور مشہور قبائل کے سردار بھی موجود تھے۔ تمام لوگوں نے مختلف تدبیریں بتائیں آخر ابوجہل نے ایسی تدبیر بتائی جسے تمام نے بالاتفاق منظور کرلیا۔ تجویز اور تدبیر یہ تھی:

* عرب کے ہر ایک مشہور قبیلہ سے ایک ایک جوانمرد کا انتخاب کیا جائے۔
* سب بہادر رات کی تاریکی میں محمد ﷺ کے گھر کو گھیر لیں۔
* جب محمد ﷺ صبح کی نماز کے لئے باہر نکلیں اس وقت تمام اپنی اپنی تلوار سے اس پر وار کریں تا کہ اس کا بدلہ نہ تو محمد ﷺ کا قبیلہ لے سکے گا اور نہ محمد ﷺ کو سچا ماننے والے۔

* انسانی تدبیر کے مقابلہ میں تدبیر الٰہی

انسانی تدبیر کے مقابلہ میں اب الٰہی طاقت اور ربانی حمایت کو دیکھئے کہ رات کو ان لوگوں نے نبی کریم ﷺ کے گھر کو آ گھیرا۔ نبی کریم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''تم میرے بستر پر میری چادر لے کر سو جاؤ ذرا فکر نہ کرنا کوئی شخص تمہارا بال بیکا نہ کرسکے گا۔'' خدا کا رسول ﷺ خدا کی حفاظت میں باہر نکلا اور ان کی آنکھوں میں خاک ڈالتا ہوا اور سورۃ یٰسین پڑھتا ہوا نکل گیا۔ کسی نے نبی کریم ﷺ کو جاتے ہوئے نہ دیکھا۔ یہ واقعہ ۲۷ صفر ۱۳ نبوت کا ہے۔

خدا کے نبی ﷺ پیارے دوست ابوبکر رضی اللہ عنہ کے گھر پہنچے۔ انہوں نے جلدی سے سفر کا ضروری سامان درست کیا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی اسماء رضی اللہ عنہا نے اپنا کمر بند کاٹ کر ستوؤں کے تھیلے کا منہ باندھا۔ اسی رات کی تاریکی میں دونوں چل پڑے مکہ سے چار میل کے فاصلے پر کوہ ثور ہے راستہ سنگلاخ تھا نکیلے پتھر نبی ﷺ کے پاؤں مبارک زخمی کر رہے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کو اپنے کندھے پر اٹھالیا۔ آخر ایک غار تک پہنچے۔ [رحمۃ للعالمین:۸۵/۱]

✻ غار میں

غار کے پاس پہنچ کر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: خدا کے لئے آپ ﷺ ابھی اس میں داخل نہ ہوں۔ پہلے میں داخل ہو کر دیکھ لیتا ہوں۔ چنانچہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ اندر گئے اور غار کو صاف کیا ایک جانب چند سوراخ تھے جنہیں اپنا تہہ بند پھاڑ کر بند کیا، لیکن دو سوراخ باقی بچ رہے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان دونوں پر اپنے پاؤں رکھ دیئے پھر رسول اللہ ﷺ سے عرض کی کہ اندر تشریف لائیں۔ آپ ﷺ اندر تشریف لے گئے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی آغوش میں سر رکھ کر سو گئے۔ ادھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاؤں میں کسی چیز نے ڈس لیا مگر اس ڈر سے نہ ہلے کہ رسول اللہ ﷺ جاگ نہ جائیں، لیکن اُن کے آنسو رسول اللہ ﷺ پر ٹپک گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ابوبکر رضی اللہ عنہ تمہیں کیا ہوا؟ عرض کی میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! مجھے کسی چیز نے ڈس لیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر لعاب دہن لگایا اور تکلیف جاتی رہی۔ [مشکوٰۃ :۲/۵۵۶، مناقب أبي بکر]

یہاں دونوں حضرات نے تین راتیں چھپ کر گزاریں۔ [فتح الباری: ۷/۳۳۶]

اس دوران حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ بھی یہیں راتیں گزارتے تھے۔ سحر کی تاریکی میں ان دونوں حضرات کے پاس چلے جاتے اور قریش مکہ کے ساتھ یوں صبح کرتے گویا انہوں نے یہیں رات گزاری ہے۔ پھر آپ دونوں کے خلاف سازش کی جو کوئی بات سنتے اسے اچھی طرح یاد کر لیتے اور جب تاریکی گہری ہو جاتی تو اس کی خبر لے کر غار میں پہنچ جاتے۔

اِدھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے غلام عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ بکریاں چراتے رہتے اور جب رات کا ایک حصہ گزر جاتا تو ان بکریوں کو لے کر ان کے پاس پہنچ جاتے، اس طرح دونوں حضرات آسودہ ہو کر دودھ پی لیتے پھر صبح کو عامر بن فہیرہ رضی اللہ عنہ بکریاں ہانک کر چل دیتے اور انہیں عبداللہ بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے قدموں کے نشانات پر لے جاتے، تاکہ وہ نشانات مٹ جائیں۔ [صحیح البخاري :۳۹۰۵، ۴۰۹۳، ۵۸۰۷]

تلاش کرنے والے غار کے دھانے تک جا پہنچے، اس قدر قریب کہ اگر کوئی شخص سر نیچا کرتا اور اپنا پاؤں دیکھتا تو انہیں بھی دیکھ لیتا۔ اس صورتِ حال سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو سخت غم ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابوبکر رضی اللہ عنہ! ایسے دو آدمیوں کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ ہے غم نہ کرو، یقیناً اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ [صحیح البخاري:۳۶۵۳، ۳۹۲۲، ۴۶۶۳]

◉ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا قبولِ اسلام [صفر 8 ہجری]

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا اسلام قبول کرنے کا واقعہ ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں:

''جب مجھے اللہ نے ہدایت فرمانا چاہی تو میرے دل میں نیکی ڈال دی اور اسلام کا رجحان پیدا فرمایا۔ تاہم مجھے یقین ہو گیا کہ یہ سب رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات کا فیضان تھا۔ آنحضرت ﷺ مدینے سے اپنے صحابہؓ کے ساتھ حدیبیہ تشریف لائے تو میں بھی دوسرے مشرکین کے ساتھ آپ ﷺ سے ملاقات کے لئے عسفان آیا اور وہاں آپ ﷺ کی مجلس میں اعتراضات کا سلسلہ شروع کرنے کے لئے کھڑا ہوا ہی تھا کہ ظہر کی نماز کا وقت ہو گیا جو آپ ﷺ نے اپنے

صحابہؓ کے ساتھ ادا فرمائی اور پھر حدیبیہ کا صلح نامہ لکھا گیا تو میرے لئے کچھ کہنے کو باقی نہ رہا۔ جب آپ ﷺ اس صلح نامہ کے مطابق عمرہ کی ادائیگی کے لئے مکے میں جس انداز سے داخل ہوئے تو میں نے اس کے نظارے سے عمداً احتراز کیا اور میں یہودیوں یا نصرانیوں کے مذہب میں شمولیت کے بارے میں سوچنے لگا اور میرا دل چاہا کہ میں ہرقل کے پاس جلد جاؤں، لیکن اسی زمانے میں مجھے اپنے بھائی ولید ابن ولید کا خط ملا، کیونکہ جب وہ مکے آپ ﷺ کے ساتھ عمرہ کے سلسلے میں آئے تو ان کے بلانے پر بھی میں ان سے وہاں اپنی غیر حاضری کی وجہ سے نہ مل سکا تھا۔''

میرے بھائی کا خط بسم اللہ الرحمن الرحیم سے شروع ہوا تھا جس کے بعد انہوں نے مجھے لکھا تھا:

''مجھے اسلام سے تمہاری پہلو تہی پر تعجب ہے جب کہ تمہاری عقل میں مجھے کوئی کمی محسوس نہیں ہوتی۔ جب میں نے رسول اللہ ﷺ سے تمہارا ذکر کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ تمہارے اب تک اسلام قبول نہ کرنے کی وجہ اسلام سے تمہاری ناواقفیت کے علاوہ اور دوسری کوئی وجہ نہیں ہے اور یہ بھی فرمایا کہ ''خالد اگر اسلام قبول کرلیں تو وہ ان کے لئے سراسر خیر و برکت کا باعث ہوگا۔''

''اپنے بھائی کا یہ خط پڑھ کر میرے دل میں اسلام کے لئے ایک کشش سی پیدا ہوگئی اور رسول اللہ ﷺ کی طرف میرا دل خود بخود کھنچنے لگا۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی کہ مشرکین مکہ کے ساتھ صلح حدیبیہ کے موقع پر میں نے آپ ﷺ کا طرز ایسا مصلحانہ پایا جس میں صرف خیر ہی خیر تھی۔''

''اس کے بعد میں نے ایک خواب بھی دیکھا کہ میں کسی تنگ و تاریک جگہ میں ہوں، لیکن پھر میں نے اس خواب ہی میں اپنے آپ کو ایک سرسبز و شاداب وسیع جگہ میں پایا۔ میں اس خواب سے فوری کوئی نتیجہ اخذ نہ کرسکا، لیکن میں نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوکر دائرہ اسلام میں داخل ہونے کا مصمم ارادہ کرلیا۔''

''مدینے میں نبی کریم ﷺ کے دست مبارک پر بیعت سے قبل میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے اپنے خواب کا تذکرہ نہیں کیا تھا، لیکن جب میں نے اس کے بعد اپنے خواب کا ذکر کیا تو وہ بولے کہ تو نے تنگ و تاریک جگہ جو دیکھی تھی وہ کفر کا ظلمت کدہ تھا اور پھر وسیع سرسبز و شاداب جگہ دیکھی تو وہ فضائے اسلام تھی۔''

''خالد بن ولید نے آخر میں بتایا کہ انہوں نے مکہ میں معنوان بن امیہ سے کہا تھا کہ وہ اگر آنحضرت ﷺ کی بیعت کرکے مشرف بہ اسلام ہوجائیں تو اس نے کہا کہ اگر سارے قریش مکہ بھی مسلمان ہوجائیں تب بھی وہ اسلام قبول کرنے کا خیال تک دل میں نہیں لاسکتا۔ لیکن جب یہی بات عکرمہ بن ابوجہل سے کہی تو انہوں نے بھی وہی جواب دیا جو معنوان نے دیا۔ تاہم عکرمہ سے کہا کہ اس بات کا کسی دوسرے سے ذکر نہ کریں۔''

''خالد بن ولید نے اپنے اسلام لانے کا زمانہ ماہ صفر ۸ ہجری بتایا ہے اور یہ بھی بیان کیا کہ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے ان میں اور دوسرے صحابہؓ میں کوئی فرق امتیاز روا نہیں رکھا۔ [البدایۃ والنھایۃ مترجم: ۱۹۴/۴۔۱۹۵]

◉ حضرت عمرو بن عاص، عثمان بن طلحہ رضی اللہ عنہما کا قبول اسلام [صفر 8 ہجری]

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کو کفارِ قریش نے نجاشی کے پاس پیغام دے کر بھیجا تھا کہ جس قدر مسلمان ان کے ملک میں ہیں ان کو واپس کردیں مگر نجاشی نے اس کو منظور نہ کیا اور کہا اے عمرو! محمد ﷺ (تمہارے) چچا کے بیٹے کا حال تم سے کیوں مخفی ہے۔ اللہ کی قسم وہ اللہ کے سچے رسول ہیں انہوں نے کہا آپ ایسا کہتے ہیں؟ نجاشی نے کہا ہاں خدا کی قسم تم میرا کہا مانو! پس یہ وہاں سے ہجرت کرکے نبی ﷺ کی طرف چلے اور مسلمان ہوگئے۔ ایک قول کے

مطابق نجاشی کے پاس ہی اسلام لائے، دوسرا قول خیر والے سال اسلام لانے کا ہے جبکہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ صفر ۸ ہجری میں فتح مکہ سے چھ ماہ قبل اسلام لائے تھے انہوں نے نجاشی کی خدمت میں حاضر ہونے کا ارادہ کیا تھا مگر پھر کچھ توقف ہوگیا اس کے بعد یہ اور خالد بن ولید اور عثمان بن طلحہ عبدری ایک ساتھ آئے پھر خالد نے آگے بڑھ کر اسلام قبول کیا اور بیعت کی اس کے بعد عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ آگے بڑھے اور اسلام لائے۔[أسد الغابہ:۲/۷۱۵۔۷۱۶]

حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ نے میرے دل میں اسلام کی محبت ڈال دی اور میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ میں نے کہا۔ اپنا داہنا ہاتھ بڑھایئے تاکہ میں بیعت کروں آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ بڑھایا میں نے اس وقت اپنا ہاتھ کھینچ لیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا ہوا اے عمرو! میں نے کہا ایک شرط کرنا چاہتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا شرط ہے؟ میں نے کہا شرط یہ ہے کہ میرے گناہ معاف ہوجائیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسلام اپنے ماقبل گناہوں کو معاف کردیتا ہے۔[صحیح مسلم:۱۲۱]

◉ وفد عذرہ [صفر ۹ ہجری]

۱۲ یا ۱۹ آدمیوں پر مشتمل یہ وفد صفر ۹ ہجری میں مدینہ آیا اس وفد میں حمزہ بن نعمان بھی تھے۔ جب اس وفد سے دریافت کیا گیا کہ آپ کون لوگ ہیں؟ تو ان کے نمائندے نے کہا: ہم بنو عذرہ ہیں قصی کے اخیافی بھائی ہم نے قصی کی تائید کی تھی اور خزاعہ اور بنو بکر کو مکہ سے نکالا تھا۔ (یہاں) ہمارے رشتے اور قرابت داریاں ہیں۔ اس پر نبی کریم ﷺ نے خوش آمدید کہا اور ملک شام کے فتح کیے جانے کی بشارت دی۔ نیز انہیں کاہنہ عورتوں سے سوال کرنے سے منع کیا اور ان ذبیحوں سے روکا جنہیں یہ (حالت شرک میں) ذبح کیا کرتے تھے۔ اس وفد نے اسلام قبول کیا اور چند دن بعد واپس گیا۔[طبقات ابن سعد:۱/۳۳۱، رحمۃ للعالمین، مترجم منصور پوری:۱/۱۷۸۔۱۷۹]

◉ علالت [29 صفر 11 ہجری]

۲۹ صفر سوموار کا دن تھا۔ نبی کریم ﷺ ایک جنازے سے واپس آرہے تھے راستے میں دردسر شروع ہوگیا۔

[رحمۃ للعالمین:۱/۲۴۶]

یہ آپ ﷺ کی بیماری کی ابتدا تھی آپ ﷺ اس کے باوجود باری باری سب عورتوں کے پاس دن گزارتے رہے، یہاں تک کہ مرض کی شدت بڑھ گئی اور اس وقت آپ ﷺ حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے اور پوچھ رہے تھے کہ میں کل کہاں رہوں گا؟ میں کل کہاں رہوں گا؟ مقصود حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی باری تھی۔ ازواجِ مطہرات نے اجازت دے دی کہ آپ ﷺ جہاں چاہیں رہیں۔ چنانچہ آپ ﷺ حضرت فضل بن عباس رضی اللہ عنہ اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے درمیان ٹیک لگا کر دونوں پاؤں زمین پر گھسیٹتے ہوئے نکلے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر منتقل ہوگئے۔[صحیح البخاری:۱۳۸۹، ۳۷۸۴، ۴۴۵۰، ۵۲۱۷]

***